بچوں کی

قصص الانبیاءؑ

حصہ چہارم

مرتبہ

امۃ اللہ تسنیمؒ

ناشر:

مکتبہ اسلام ۱۴۲/۵۴ محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ

۱۴۳۴ھ ——— ۲۰۱۳ء

نام کتاب:............ قصص الانبیاء حصہ چہارم

مرتبہ:............ اَمۃ اللہ تسنیم

کمپوزنگ:............ نازیہ حامد (ڈالی گنج لکھنؤ)

طباعت:............ کاکوری آفسٹ پریس لکھنؤ

قیمت:............ Rs. 20/-

ملنے کا پتہ:

مکتبۂ اسلام، رؤف مارکیٹ، ۱۴۱ گوئن روڈ، لکھنؤ

- حضرت ایوب علیہ السلام
- حضرت شعیب علیہ السلام
- حضرت داؤد علیہ السلام
- حضرت سلیمان علیہ السلام
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام

فہرست مضامین

نمبر سلسلہ	عنوان	صفحہ
	حضرت ایوب علیہ السلام	
۱	حضرت ایوب علیہ السلام	۸
۲	آزمائش	۹
۳	مصیبتوں کے پہاڑ	۱۴
۴	صحت و نعمت	۱۷
۵	بی بی رحمت پر اللہ کا کرم	۱۹
	حضرت شعیب علیہ السلام	
۱	حضرت شعیب علیہ السلام	۲۴
۲	حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحت	۲۴
۳	قوم کا جواب	۲۷
۴	قوم کا جواب	۳۲
۵	عذاب	۳۳

حضرت داؤد علیہ السلام

۱	حضرت داؤد علیہ السلام	۳۶
۲	لڑائی	۴۰
۳	مقابلہ اور فتح	۴۱
۴	طالوت کی دُعا	۴۲
۵	نبوت اور بادشاہت	۴۲
۶	مقدمہ	۴۴
۷	آزمائش	۴۵
۸	حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت	۴۸

حضرت سلیمان علیہ السلام

۱	حضرت سلیمان علیہ السلام	۵۰
۲	حضرت سلیمان علیہ السلام کی عاجزی اور دُعا	۵۲
۳	سبا کی ملکہ	۵۲
۴	قاصد حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں	۵۶
۵	ملکۂ سبا کا تخت حضرت سلیمانؑ کے دربار میں	۵۷
۶	ملکہ کی آمد	۵۸

۷	جنوں اور شیطانوں کی کاریگری	٦٠
٨	ایک غفلت کی تلافی	٦١
٩	ایک آزمائش	٦٣
١٠	بیت المقدس کی تعمیر اور حضرت سلیمانؑ کی وفات	٦٥
١١	مقدمہ کا فیصلہ	٦٦

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

١	حضرت مریم کی پیدائش	۷٠
٢	حضرت مریم کی پرورش	۷١
٣	حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا	۷٣
۴	حضرت یحییٰ علیہ السلام	۷٦
۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش	۷٨
٦	نبوت	٨٣
۷	اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے خطاب فرماتا ہے	٨۷
٨	حوارین کی ایک خواہش حضرت عیسیٰؑ کی دُعا	٨٨
٩	حضرت عیسیٰؑ کو سولی دینے کی تیاریاں	٩٠
١٠	جو ہم پوچھیں وہ بتاؤ	٩۴
١١	عام سوالات	٩٦

حضرت ایوب علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام بھی اللہ کے سچے اور بہت اچھے نبی تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت کے ساتھ ساتھ دُنیا کی ہر نعمت بھی عطا فرمائی تھی۔

کھیتی باڑی، باغات، مویشی، لونڈی غلام، دولت و عزّت، اولاد صالح، بیوی فرمانبردار۔ غرض کسی چیز کی کمی نہ تھی، ہر چیز فراوانی سے اُن کو ملی تھی۔

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کی ہر نعمت پر بہت شکر ادا کرتے تھے اور اس کی بخشی ہوئی ہر نعمت کو بہت قدر کے ساتھ لیتے تھے، بہت شکر گذار اور بڑے صبر کرنے والے تھے۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ایوب علیہ السلام غسل کر رہے تھے اور اُن پر سونے کی ٹڈیاں گر رہی تھیں، وہ ان کو اُٹھا اُٹھا کر اپنے دامن میں بھر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے ایوب! میں نے تم کو اتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں پھر بھی تم کو سیری نہ ہوئی۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے عرض کیا، رب العالمین! یہ بھی تو تیری بخشی ہوئی نعمت ہے، میں اس کو کیوں نہ لوں۔ قسم ہے تیری عزت کی کہ میں اس کو تیری نعمت اور تیرا عطیہ سمجھ کر لے رہا ہوں۔

آزمائش

اب حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش ہوتی ہے اور ان کا امتحان لیا جاتا ہے اور یہ آزمائش صرف ان ہی پر نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کا امتحان لیا اور سب نبی اس امتحان میں پورے اُترے۔

حضرت آدم علیہ السلام ایک غلطی کی بنا پر جنت سے نکال دیئے گئے اور وہ سالہا سال اپنی اس خطا پر نادم اور پشیمان رہے، برسوں خون کے آنسو روئے۔

جب بے چینی اور بے تابی حد سے سوا ہو گئی تو ایک دم پکار اُٹھے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

"اے رب ہم نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا، اگر تو معاف نہ کرے گا اور رحم نہ فرمائے گا تو میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔"

اللہ اللہ۔ اس پکار کا پہونچنا تھا کہ دریائے رحمت جوش میں آ گیا، فوراً ان کی توبہ قبول ہو گئی۔ سچ یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ اللہ کا یہی معاملہ رہتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نو سو پچاس سال قوم کے ہاتھوں تکلیف اُٹھاتے رہے اور بہت صبر و سکون کے ساتھ نرمی اور محبت سے ان کو سمجھاتے رہے۔ جب ان کے ایمان سے نا اُمید

ہو گئے اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو فوراً دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے کہا:

رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ○

"اے رب میں ان سے عاجز آ گیا، بس اب تو میری مدد فرما۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور پوری قوم کو غرقاب کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ کے الاؤ میں ڈالا گیا اور وہ حَسْبِیَ اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ کہتے ہوئے آگ میں کود پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا:

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ ○

"اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لئے سلامتی بن جا۔"

حکم کی دیر تھی۔ حکم ملتے ہی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار بن گئی۔

دوسری آزمائش حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ ہوئی کہ محبوب بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ملا۔ اِدھر حکم ملا اور اُدھر بیٹے کو

ذبح کرنے کی تیاری شروع ہوئی۔

یہاں بھی اللہ تعالیٰ کو اس کا امتحان کر لینا تھا، کہ بیٹے کی محبت غالب آتی ہے یا میرا حکم مانا جاتا ہے۔

چنانچہ انھوں نے محبوب بیٹے کے حلق پر چھری رکھ کر یہ بھی دکھا دیا کہ تیرے آگے بیٹے کی کوئی حقیقت نہیں۔

حلق پر چھری کا چلنا تھا کہ ارشاد عالی ہوا: "اے جبرئیلؑ جنت سے ایک مینڈھا لے کر فوراً پہونچ جاؤ تاکہ اسمٰعیلؑ بچ جائیں اور ان کی جگہ مینڈھا قربان ہو۔"

اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ ایثار اور قربانی اتنی پسند آئی کہ قیامت تک کے لئے اُس کو یادگار بنا دیا۔

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں مقید ہوئے، جب وہ اس اندھیری کوٹھری سے اُکتا گئے تو گھبرا کر پکار اُٹھے:

لَآ اِلٰــهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ٥

"اے معبود تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے اور بے شک میں خطا کار ہوں۔"

یہ دعا دل سے نکل کر زبان پر آئی تھی کہ مچھلی کو حکم پہونچا کہ فوراً ان کو اُگل دے۔ حکم ملتے ہی مچھلی نے اُگل دیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو محبوب اور عزیز ترین بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی سالہا سال تک برداشت کرنا پڑی، یہاں تک کہ وہ ان کے غم میں روتے روتے نابینا ہوگئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو بچپن ہی میں ماں باپ اور وطن سے جدا کر دیا۔ نیز مدتوں قید کی سختیاں بھی برداشت کرنا پڑیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کی قوم کے ہاتھوں کیسے کیسے ظلم برداشت کرنا پڑے، گھر سے بے گھر ہوئے ماں باپ، بھائی بہن اور وطن کو خیر باد کہہ کر بے یار و مددگار مدین پہونچے، جہاں نہ کسی سے جان پہچان، نہ گھر نہ در۔ جب کوئی صورت نظر نہ آئی تو کہتے ہیں:

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○

''اے میرے رب جو تو نے میری طرف اُتارا ہے میں اس میں بھلائی کا محتاج ہوں۔''

اس دعا کا زبان پر آنا تھا کہ اللہ کی رحمتوں کے دروازے

کھل گئے۔

اسی طرح ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے کافروں نے کتنی تکلیفیں پہونچائیں، کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی، لیکن ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات کو لغزش نہ ہوئی، بلکہ وہ برابر اپنی قوم کو بھلائی کی طرف بلاتے رہے اور ان کے لئے دعا خیر کرتے رہے۔

مصیبتوں کے پہاڑ

حضرت ایوب علیہ السلام کا شکر تو روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکا تھا، لیکن صبر کی جانچ ابھی تک نہیں ہوئی تھی، صبر کی جانچ تو مصیبت کے وقت ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نعمتوں پر شکر ادا کرنا تو بہت آسان ہے اگر چہ ہم جیسوں کے لئے یہ بھی مشکل ہے لیکن مصیبت پر صبر کرنا بڑی ہمت اور مردانگی کا کام ہے، اس میں تو اللہ کے نبی ہی پورے اُترتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو مصیبت میں مبتلا کر کے دنیا کو

دکھادیا کہ نعمتوں پر شکر اور مصیبتوں پر صبر اس کو کہتے ہیں۔

اللہ کے تو ارادہ کی دیر ہوتی ہے، اِدھر ارادہ ہوا اُدھر حضرت ایوب علیہ السلام پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ پھر ایک مصیبت ہو تو کوئی کہے۔ جان کا بھی نقصان اور مال کا بھی نقصان۔

ساری کھیتی ہری بھری جل کر خاک ہوگئی، مکان گرا تو مال اسباب الگ غارت ہوا، اور مکان کے گرنے سے اولاد اور مویشی سب دب کر اور کچل کر مر گئے۔

لونڈی، غلام، نوکر چاکر سب ایک ایک کر کے رخصت ہوئے۔

دوست احباب نے بھی کنارہ کشی اختیار کی۔ اپنے پرائے سب نے طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیں۔ دولت نے بھی دغا دی اور ساتھ ہی ساتھ صحت نے بھی جواب دے دیا۔

اور تو اور جسم نے بھی ان کے ساتھ بے وفائی کی۔

اب صرف ایک رفیق، وفادار، غمگسار بی بی رحمت تھیں جنھوں نے اپنے شوہر کا ساتھ نہ چھوڑا، جس طرح وہ فراغت

اور خوش حالی کے دنوں میں شریک حال رہیں اسی طرح مصیبت کے وقت بھی سینہ سپر بن گئیں۔

بی بی رحمت حقیقت میں حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے فرشتۂ رحمت ہی تھیں، اور بھئی کیوں نہ ہوتیں، حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی تھیں، پھر یہی نہیں بلکہ چار پشتوں کی نبوت کا نچوڑ تھیں۔ پھر طرہ یہ کہ شوہر بھی نبی ملا، بھلا ان کی نیکی، سعادت مندی اور خوش نصیبی کا کیا جواب۔ غرض وہ جان و دل سے خدمت کو تیار، ہمہ تن خدمت میں مصروف۔

اور حضرت ایوب علیہ السلام کا کیا کہنا، وہ تو نبی ہی تھے، نورٌ علیٰ نور۔ انھوں نے اللہ کی رضا پر سر تسلیم خم کر دیا۔ جس طرح وہ نعمتوں کے قدر دان تھے، ہر نعمت پر کثرت سے شکر ادا کرتے تھے، اسی طرح اللہ کی ڈالی ہوئی مصیبتوں کو اللہ کی رضا کے لئے اُٹھانے پر تیار ہو گئے۔

حضرت ایوب علیہ السلام پر ایک مصیبت نہیں تھی کہ وہ برداشت ہو جاتی، یہاں تو مصیبتوں کی بارش تھی۔

مال کا ضائع ہونا، مویشی اور اولاد کا دب کر مرنا، دوست

احباب کا کنارہ کشی کرنا، سخت قسم کی بیماری کا ہونا جس سے رات دن چین نہیں، ایسی سخت تکلیف جس کو برداشت کرنا صرف ان ہی کا کام تھا، پھر اس پر لوگوں کے طنز آمیز دل خراش فقرے، دشمنوں کی مضحکہ خیز باتیں، ایسی باتیں جو کلیجہ چھلنی کر دیں۔

مگر اللہ اللہ! یہ جگر خراش اور دل شکن باتیں اور مصیبتوں کے پے در پے حملے حضرت ایوبؑ کے پائے ثبات کو ڈگمگا نہ سکے۔

صحت و نعمت

جب اس بیماری نے حضرت ایوب علیہ السلام کو بالکل ہی توڑ دیا، سوائے زبان اور دل کے جسم کا کوئی حصہ سلامت نہ رہا تو یہ بہت ڈرے کہ اگر زبان و دل پر بھی آنچ آگئی تو پھر ہم اللہ کو یاد کرنے کے بھی قابل نہیں رہیں گے، اللہ کو کس دل سے یاد کریں گے اور کس زبان سے اس کا شکر ادا کریں گے۔

یہ خیال آتے ہی وہ بے چین ہو گئے، اور اسی بے چینی میں پکار اٹھے:

رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ

الرَّاحِمِیْنَ ○

''اے میرے رب مجھ کو یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے''

ایک عرضی یہ دی:

اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ○

''اے میرے رب مجھ کو شیطان نے یہ ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے''

یعنی شیطان مردود کے بہلانے پھسلانے سے ضرور مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی جس کی وجہ سے میں اس مصیبت کا شکار ہوا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی عرضی کا پہونچنا تھا کہ ارحم الراحمین کی رحمت جوش میں آگئی۔ حکم ہوا، ایوب اپنا پاؤں زمین پر مارو، اس سے ایک چشمہ بہہ نکلے گا، بس اسی چشمہ میں نہاؤ اور اسی کا پانی پیو۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے حکم پاتے ہی زمین پر ایک لات ماری، لات پڑتے ہی چشمہ پھوٹ نکلا۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے اس خداداد چشمہ کا پانی پیا

اور نہائے بھی۔

خدا کا کرم کہ چند ہی دنوں میں بالکل توانا اور تندرست ہو گئے۔

اسے فضل کرتے نہیں لگتی بار
نہ ہو اس سے مایوس اُمیدوار

اب حضرت ایوب علیہ السلام پر اللہ کے انعام واکرام کے دروازے کھل گئے، اور اس کی نعمتوں اور برکتوں کی بارش ہونے لگی۔

جتنی چیزیں، جتنا مال واسباب ضائع ہوا تھا اس کا دو چند اللہ نے اُن کو عطا فرما دیا۔

لونڈی، غلام، نوکر چاکر، اور مال واولاد سے گھر بھر دیئے۔

کھیتی باڑی میں، باغ اور مویشی میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائی۔

سچ ہے اللہ کے شاہی خزانہ میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

بی بی رحمت پر اللہ کا کرم

بی بی رحمت سے ایک مرتبہ شوہر کی خدمت میں کچھ کوتاہی

ہوگئی تھی۔

حضرت ایوب علیہ السلام بیماری سے کمزور تو ہو ہی گئے تھے، جھلّا پڑے اور غصہ میں آکر کہنے لگے، جب میں اچھا ہو جاؤں گا تو میں تم کو سو لکڑی ماروں گا۔

جب تندرست ہو گئے تو قسم اُتارنے کا خیال آیا۔ خدمت گزار بیوی، اللہ کی نیک بندی تھیں، شوہر کی وفادار، فرمانبردار، اور شوہر بھی کون اللہ کا نبی، اللہ کا محبوب بندہ۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آسانی بخشی کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا کہ جھاڑو کے سو تنکے اکٹھا کر کے ایک مرتبہ ماردو، قسم پوری ہو جائے گی۔

اللہ کی شفقت اور حکمت کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ذمہ قسم بھی نہ رکھی، اور بیوی کو سو لکڑیوں کی تکلیف سے بھی بچا لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ اللہ کے معاملات ایسے ہی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝

"بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو

ضائع نہیں کرتا۔"

حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر وشکر کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّا وَجَدۡنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝

"بے شک ہم نے اس کو صبر کرنے والا پایا، بڑا اچھا بندہ تھا، بہت رجوع کرنے والا۔"

سچی بات یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام تو اللہ کے نبی تھے ان پر جتنے بھی انعام ہوتے اور جتنا بھی ان کو سراہا جاتا کم ہے، لیکن اللہ تعالیٰ تو ایسا مہربان ہے، اور اس کی شفقت ومحبت، رافت ورحمت تو ایسی ہے کہ کوئی مومن بندہ بھی اگر اس کی مرضی کا تابع ہو جائے، نعمت پر شکر اور مصیبت پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی انہی نعمتوں کی بارش فرمادے۔

اس قصہ میں مسلمانوں کے لئے بڑی نصیحت ہے۔

۱۔ جب کسی مسلمان بندہ کو کسی مصیبت کا سامنا ہو تو وہ حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح صبر واستقلال سے کام لے اور اپنے اللہ کو راضی رکھنے کی کوشش کرے اور اسی سے فریاد

کرے، اسیؒ سے مدد مانگے اور اسی پر بھروسہ کرے۔

۲۔ کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہے، یا وہ اللہ کا مبغوض بندہ ہے اللہ تعالیٰ کسی بندہ کا درجہ بلند کرنے کے لئے اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے، اور کسی کی آزمائش کرتا ہے، غرض ہر ایک کے ساتھ اس کا معاملہ الگ الگ ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

حضرت شعیب علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام شہر مدین کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرنا تو ان تمام قوموں کا شیوہ ہو گیا تھا، مگر ان میں دو ایک باتیں اور بھی بڑھی ہوئی تھیں، وہ یہ کہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، اور لوگوں میں فساد ڈلواتے تھے۔

ہمیشہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے جب ان کو سمجھایا تو لگے بگڑنے کہ ہمارا مال ہے، ہم جس طرح بیچیں اور جو چاہیں کریں یہ کون ہوتے ہیں بولنے والے، ان کو کیا حق ہے۔؟

حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحت

حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا، اے قوم! میں تمہارا

رسول ہوں، تمھارا خیر خواہ، بھلائی چاہنے والا امانت دار ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر تمھاری طرف بھیجا ہے کہ تمھیں برائیوں سے روکوں اور بھلائی کا راستہ بتاؤں، اگر تم میرا کہا مان لوگے، میری اطاعت قبول کروگے تو تمھارا بھلا ہوگا، تم دنیا میں بھی چین سے رہوگے اور آخرت میں بھی مزے کروگے۔

اے قوم! ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو، لوگوں کو ان کا پورا پورا حق دو۔

اے قوم اللہ سے ڈرو، اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔

اے قوم! اللہ کے غضب سے ڈرو، اگر وہ تم سے راضی ہے تو سب ٹھیک ہے، اگر وہ تم سے ناراض ہوگیا تو سمجھ لو کہ نہ دنیا میں تمھارا ٹھکانا ہے، اور نہ آخرت میں۔

اے قوم اس دن کے بڑے عذاب سے ڈرو جس میں نہ یہ دولت کام آئے گی نہ اولاد۔

اے قوم! تم کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے عطا فرمایا ہے وہ تمھارے لئے بہت ہے اور بہتر ہے، زیادہ کی حرص کیوں

کرتے ہو؟

اے قوم! اللہ کے انعامات کو یاد کرو کہ تمھاری ایک چھوٹی سی جماعت کو اس نے بڑھایا، تمھیں قوت عطا فرمائی، مال و اولاد سے تمھارے گھر بھر دیئے، کیا ان انعامات کا یہی بدلہ ہے کہ تم اس کو بھول جاؤ اپنے پیدا کرنے والے اور ایسے ایسے احسانات کرنے والے مالک کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرو، اس کے حکموں کو ٹھکراؤ اور سرکشی پر کمر باندھ لو۔

اے قوم! اللہ سے ڈرو، بتوں کی پوجا پاٹ سے باز آؤ، ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے حکموں پر عمل کرو اور انصاف کے ساتھ ناپ تول کرو، اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ، بنی ہوئی بات کو نہ بگاڑو۔

اے قوم! تم راستوں پر بیٹھ کر اللہ والوں کو ڈراتے دھمکاتے ہو، اور ان میں عیب نکالتے ہو، اگر تمھارے ایک گروہ نے میری بات مان لی، مجھ پر ایمان لے آیا تو صبر کرو، اللہ تعالیٰ خود ہی ہمارے تمھارے جھگڑے کا فیصلہ فرما دے گا۔ وہ بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

قوم کا جواب

قوم کے مغرور سرداروں نے کہا: اے شعیب! بس کرو، ہم تمہاری نصیحت سے تنگ آگئے، گھبرا گئے، تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ ہمارے مذہب میں چلے آؤ، ورنہ ہم تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کردیں گے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا، خوب بات کہی! اگر میں تمہارے مذہب پر لوٹ آؤں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ میں نے نبی ہونے کا دعویٰ غلط کیا تھا، اللہ پر بہتان باندھا تھا۔

کیا نبوت کی شان یہی ہے کہ بہکانے میں آجاؤں؟ اس خیال خام کو دل سے نکال ڈالو۔ یہ ہم سے نہیں ہوسکتا قیامت تک نہیں ہوسکتا۔

ہم تمہارے مذہب پر آجائیں جب کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس راستہ سے نجات دے چکا، یہ سراسر خام خیالی اور بے جا اُمید، اس امید کو دل سے نکال ڈالو، کبھی دھوکہ سے بھی ایسا نہیں ہوسکتا، ہاں یوں ہی اللہ کی مرضی ہو تو دوسری بات ہے۔

ہمارا پروردگار دانا بینا، ہر چیز سے خبردار ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا۔

اے قوم! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے دلیل آچکی ہے، تمھیں نیکی بدی کی تمیز کرادی گئی ہے، تمھیں عذاب وثواب کی راہیں دکھادی گئی ہیں، پھر بھی تم باز نہیں آتے، پھر بھی تمھیں خوف نہیں آتا، پھر بھی تم خدا سے نہیں ڈرتے۔

اے قوم! میں تم کو اس بڑے دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں جو آکے رہے گا، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

اے قوم تمھیں مرنا ہے اور اسی اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اے قوم! ہمیں بتاؤ کہ تم کس منھ سے اللہ کے سامنے جاؤ گے اور کیا جواب دوگے۔؟

قوم نے کہا: اے شعیب! کیا ہمارے باپ دادا جو کرتے تھے وہ برا ہے، کیا ہمارے سامنے بزرگ، جاہل اور احمق تھے جو تم اُن کو برا کہتے ہو۔

ہمیں اپنے مال پر ہر طرح کا حق ہے جو چاہیں کریں، تم

کو کیا حق ہے منع کرنے کا، تم کون ہوتے ہو بولنے والے۔

ایک تمھیں تو دین دار ہو، نیک چلن اور عقل مند ہو، ہم سب تو بے وقوف ہیں۔

اے شعیب! تمھاری نماز تم کو یہی سکھاتی ہے کہ تم ہم کو بد دین بتاؤ اور ہمارے باپ دادا کے دین سے ہم کو چھڑاؤ۔؟

ہم اپنے مال کے مالک ہیں، تم کو کیا حق ہے کہ ہمارے معاملات میں دخل دو۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا: اے قوم! غور تو کرو اگر میری دلیل صحیح ہے اور میں سیدھے راستہ پر ہوں تو پھر تم کیا کروگے؟

اے قوم! میری نافرمانی کر کے، مجھ سے ضد کر کے تم کیا پالوگے؟ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام کی قومیں اپنے نبیوں کے خلاف کر کے، نافرمانی کر کے عذاب کی مستحق ہوئیں، ہلاک اور برباد ہوگئیں اور لوط علیہ السلام کی اُمت کے حالات تو ابھی کی بات ہے، کہیں تم بھی اسی مخالفت کی وجہ سے مصیبتوں کا شکار

نہ ہو جاؤ۔

اے قوم! اپنے رب سے بخشش چاہو اور توبہ کرو وہ تمھاری توبہ قبول فرمائے گا، وہ بہت ہی محبت والا ہے۔

اے قوم! اگر میرا کہا مان لوگے تو تمھارا ہی فائدہ ہے میرا کوئی فائدہ نہیں، نہ مجھے تم سے کچھ لینا ہے، میں تو اپنی محنت کی مزدوری اپنے پروردگار سے لوں گا، مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں، صرف اتنا سوال ہے کہ اللہ سے ڈرو، اللہ کی عبادت کرو، آخرت کے عذاب سے ڈرو اور انصاف کے ساتھ ناپ تول کرو اور فساد سے بچو۔

اور اس کو تم سمجھ لو کہ میرا سوال تمھارے ہی فائدہ کے لئے ہے میرا کوئی فائدہ نہیں۔

اے قوم! اس پیدا کرنے والے سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام مخلوق کو پیدا کیا۔

قوم نے کہا: تم ہمیں جیسے انسان ہو کر ہم کو نصیحت کرنے چلے ہو، تم میں کون سی صفت ہے جو ہم تمھارا کہا مانیں اور تمھاری اتباع کریں۔

اللہ کو نبی بنانا تھا تو کسی فرشتہ کو بناتا، یہ تمھاری نبوت کا

دعویٰ جھوٹا دعویٰ ہے۔ یہ تمھاری من گھڑت ہے ہم تمھاری نبوت کیسے تسلیم کریں، ہم تمھاری بات نہیں مانتے، ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں، تمھاری کوئی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہم تم کو بالکل کمزور اور ناتواں سمجھتے ہیں، ہمارے دلوں میں تمھاری ذرا بھی عزت نہیں، بس عزیزداری کا پاس ہے، برادری کا خیال ہے، ورنہ تم پر اتنے پتھر مارتے کہ تم بے حال ہو جاتے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا: اپنے پروردگار کے نبی کا تم کو کچھ لحاظ نہیں، خاندان اور برادری کی اتنی پاسداری۔ بے شک تم نے اللہ تعالیٰ کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ تم لوگ بہت حد سے بڑھ گئے ہو، اس کو سن لو اور کان کھول کر سن لو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔

اے قوم! جو کچھ تم کر رہے ہو، کیے جاؤ اور میں بھی کر رہا ہوں، عنقریب تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آیا، کون رسوا ہوا، اور کون جھوٹا ہے اور کون سچا، اس دن کے تم بھی منتظر رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ اس دن کا منتظر ہوں۔

اے قوم! میں تم کو اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا چکا، جو کہنا تھا

کہہ چکا، جو سمجھانا تھا سمجھا چکا، بہت تمھارا بھلا چاہا، بہتری کی کوشش کی، ڈرا دھمکا کے بھی، نرمی اور محبت سے بھی، اب تم ہی اپنا بھلا نہ چاہو تو میں کیا کروں، میں تم پر نگہبان نہیں، مجھے تمھارے دلوں پر اختیار نہیں، بس میں تو اصلاح کرتا ہوں، اور یہ جو اصلاح کی توفیق ملی ہے، یہ بھی اللہ کے فضل سے ملی ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے، اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

قوم کا جواب

قوم نے جواب دیا: اے شعیب! تم پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے، جو ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو، ہم کچھ نہیں مانتے تمھاری کوئی تقریر ہم سننا نہیں چاہتے، بس اپنے وعظ بند کرو، اپنی نصیحت ختم کرو۔ اگر تم سچے ہو جیسا کہتے ہو، تو آسمان سے کوئی ٹکڑا ہم پر گرا دو، اس وقت ہم تمھاری سچائی کا اقرار کرلیں گے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا: اس کو تو اللہ ہی جانتا ہے کہ ہم سچے ہیں یا جھوٹے، اور عذاب لانا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، میرا کام تو صرف ڈرانا، دھمکانا اور بھلے راستہ

سے آگاہ کرنا ہے، تم نہیں مانتے تو نہ مانو میرا کیا نقصان ہے، تمھارے اعمال تمھارے ساتھ ہیں، جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔

عذاب

حضرت شعیب علیہ السلام سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے ان کی اصلاح کی امید کرتے کرتے اُکتا گئے، مگر وہ قوم نہ سدھری بلکہ گمراہی بڑھتی گئی، نافرمانی پر اس نے کمر باندھ لی، سرکشی میں اور زیادتی ہوئی۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا: اے قوم! میں نے جس طرح بنا، تم کو سمجھایا، راہ راست پر لانے کی کوشش کی، اب تم میرا کہا نہیں مانتے، میری اطاعت قبول نہیں کرتے تو تم جانو اور تمھارا کام، میں بری الذمہ ہوں، اب تم خود ہی دیکھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے۔

یکایک اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔

اور وہ کیسا عذاب تھا، یہ نہ پوچھو، اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے ہر مسلمان کو بچائے، ایک قہر تھا، غضب تھا آفت تھی جو اس قوم پر نازل ہوئی۔

تین صورتوں میں عذاب آیا، وہ عذاب تھا کہ قیامت تھی۔

آگ برسی، اس کے ساتھ ہی ایسی ہولناک آواز ہوئی کہ جس کو سن کر کلیجہ پھٹ جائے، جگر شق ہو جائے، اور پھر اس کے ساتھ ساتھ زلزلہ، ایسا قیامت خیز زلزلہ آیا جس سے سب کے دل دہل گئے، لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے، واہ ری قوم اور واہ رے دل، ایسے دلوں سے خدا بچائے۔

صبح ہوتے ہوتے پوری قوم تباہ اور برباد ہوگئی اور پوری بستی ویران ہوگئی۔ ان کے وہ مکانات جن میں وہ امن چین کے ساتھ زندگی گذارتے تھے، عیش وعشرت میں رہتے بستے تھے، آج وہی مکانات قبرستان بن گئے جہاں خوشی کے نقارے بجتے تھے، جہاں ان کا سکہ بیٹھا ہوا تھا وہاں آج اُلّو بھی نہیں بولتے۔ پوری بستی عبرت کدہ بن گئی۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے نجات دے کر اپنی رحمت میں داخل کیا، اور ان پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائیں۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

حضرت داؤد علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت داؤد علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کچھ زمانہ تک بنی اسرائیل اچھی حالت میں رہے، پھر جب ان کے اخلاق بگڑے عادتیں خراب ہوئیں، اللہ کے احکام فراموش ہونے لگے تو ان پر ایک ظالم بادشاہ جالوت نامی مسلط ہوا۔

اس بادشاہ نے بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم کیے اور بہت تکلیفیں پہونچائیں، ان کو شہر سے نکال کر شہر اپنے قبضہ میں کیا۔ وہ بیچارے بھاگ کر بیت المقدس میں پناہ گزیں ہوئے اور بہتوں کو جالوت نے پکڑ کر اپنا غلام بنالیا۔

دنیا میں یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ جب انسان کے گناہ بہت بڑھ جاتے ہیں، اخلاق بگڑ جاتے ہیں، اور ان کی عادتیں خراب ہو جاتی ہیں، اور جب لوگ خدا سے غافل ہو کر عیش وعشرت میں پڑ جاتے ہیں، برائی بھلائی کی تمیز دل سے اُٹھ جاتی ہے تو اللہ

تعالیٰ ان پر ایسے ظالم بادشاہ کو مسلط کر دیتا ہے کہ جو اُن کو مٹانے اور برباد کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتا۔

یہی حال بنی اسرائیل کا ہوا تھا، وہ اس ظالم و جابر بادشاہ کے ہاتھوں زندگی سے تنگ آ گئے تھے اور ان سے کچھ بنائے نہ بنتی تھی۔

اس وقت حضرت اشموئیل علیہ السلام ان کے پیغمبر تھے بنی اسرائیل نے ان سے جالوت کی شکایت کی اور کہا کہ ہمارے لئے کوئی بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم اس کے ساتھ مل کر اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔

حضرت اشموئیل علیہ السلام نے کہا، مجھے تم سے کوئی اُمید نہیں کہ تم لڑو گے، تم کہتے کچھ ہو اور کرتے کچھ ہو، تمہارے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں، ہمیشہ تم نے یہی کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب بھی یہی کرو گے، ابھی کچھ کہتے ہو، جب وقت آئے گا اور اللہ تعالیٰ تم کو حکم دے گا تو اس وقت انکار کر دو گے ہزاروں عذر پیش کرو گے لاکھوں حیلے بہانے کرو گے، بھلا میں کیسے تم پر اعتبار کر لوں۔

بنی اسرائیل نے کہا، ہم پر ظلم ہوا، لٹ گئے، برباد ہوگئے، جان سے بھی گئے، مال سے بھی گئے، عزت و آبرو بھی خاک میں ملی، بے گھر، بے در ہو گئے اس پر بھی آپ کو شک ہے کہ ہم نہ لڑیں گے۔

حضرت اشموئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمھارا بادشاہ مقرر کیا ہے، اب تم کو چاہیئے کہ ان کا کہنا مانو اور ان کی اطاعت کرو۔

بنی اسرائیل نے کہا واہ! طالوت ہمارا بادشاہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کے پاس نہ دولت ہے نہ عزت، اس کو بادشاہ کیسے مان لیں، ہم نہیں مان سکتے، بادشاہت کے ہم مستحق ہیں۔

حضرت اشموئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں سلطنت کے لائق سمجھا، جو چیز جس کے لئے وہ مناسب سمجھتا ہے وہی اس کو عطا فرماتا ہے، پھر طالوت تم سے علم میں زیادہ ہیں اور قوت میں بھی تم سے بہت زائد ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ اپنے ملک کا مالک ہے جس کو چاہے عطا فرمائے، کسی کو چون و چرا کی مجال نہیں۔

بنی اسرائیل نے کہا، جب تک طالوت کے بادشاہ ہونے

کی کوئی دلیل نہ ہوگی، ہم اس کی بادشاہت کا یقین نہ کریں گے۔

حضرت اشموئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ ایک صندوق تمھارے پاس آئے گا جس کو دیکھ کر تم کو تسکین ہوگی۔ اس صندوق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے کچھ تبرکات ہوں گے، اس صندوق کو فرشتے اللہ کے حکم سے کھینچ لائیں گے، اگر تم ایمان میں کامل ہوگے تو یہ نشانی تمھارے لئے بالکل کافی ہوگی۔

بنی اسرائیل کے یہاں ایک صندوق پرانے زمانہ سے چلا آرہا تھا، اس میں تمام نبیوں کے کچھ نہ کچھ تبرکات رکھے ہوئے تھے، بنی اسرائیل اس صندوق کو لڑائی میں آگے آگے رکھتے تھے اور اس کی برکت سے فتح پاتے تھے۔

جالوت جب ان پر غالب آیا اور ان کو نکال کر باہر کیا تو سب چیزوں کے ساتھ وہ صندوق بھی اس کے ہاتھ لگا، وہ اس کو اُٹھا لے گیا۔ مگر وہ صندوق اس کے لئے مصیبت بن گیا، جہاں رکھتا تھا وہیں بلا نازل ہوتی تھی۔ آخر کار جالوت نے ہار کے اس صندوق کو دو بیلوں پر رکھ کے ہانک دیا، وہی صندوق فرشتے اللہ

کے حکم سے بیلوں سمیت ہانک کر طالوت کے دروازہ پر چھوڑ گئے۔ اب بنی اسرائیل کو طالوت کی بادشاہت کا یقین ہوا۔

لڑائی

جب اللہ نے لڑائی کا حکم دیا تو سب انکار کر گئے، صرف تھوڑے لوگ باقی رہے جو لڑنے اور مرنے کے لئے تیار ہوئے۔

بنی اسرائیل کا ہمیشہ یہی قاعدہ رہا کہ پہلے خوب وعدے اور دعوے کرتے تھے اور جب وقت آتا تھا اور ان کو عمل کرنے کا حکم دیا جاتا تھا تو صاف انکار کر دیتے تھے۔

طالوت جب فوج لے کر نکلے تو انھوں نے اپنی فوج کو سمجھایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ تمھاری آزمائش ایک نہر سے کرے گا، ایسا نہ ہو کہ تم آزمائش میں پورے نہ اُترو۔

جب نہر آئی تو کہا، دیکھو یہی نہر ہے، اب اگر کوئی شخص اس نہر سے ایک چلو سے زیادہ پانی پیئے گا وہ میرا ساتھی نہیں ہے پھر وہ میرے ساتھ نہ آئے۔

تین سو تیرہ آدمیوں نے ان کا کہنا مانا، ایک چلو سے زیادہ

پانی نہیں پیا، باقی سب ان کے خلاف کر کے ان سے جدا ہو گئے۔

جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو طالوت کی فوج دشمنوں کی فوج کی کثرت دیکھ کر گھبرا گئی کہ ہمیں ان سے لڑنے کی طاقت کہاں۔ اکثر آدمی بول اُٹھے، اے بادشاہ ہم کو جالوت سے لڑنے کی طاقت نہیں۔ جو اللہ کے نیک بندے تھے وہ سمجھتے تھے کہ ہم کو اللہ کے گھر جانا ہے آج جائیں یا کل، وہ کہنے لگے، ہمت نہ ہارو، ہمت کرنے والوں کا حمایتی اللہ ہے تم ہمت کرو، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ بارہا کمزور اور ناتواں فوج بڑی اور زبردست فوج پر غالب آگئی ہے، اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، صبر کرو اور ثابت قدم رہو تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا، ابھی سے کیوں ہمت ہارے جاتے ہو۔

مقابلہ اور فتح

طالوت کی فوج میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے۔ جالوت کی موت حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں لکھی تھی تو وہ کیوں نہ شریک ہوتے۔

طالوت کی دعا

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ○

"اے ہمارے پروردگار ہم کو صبر کی توفیق دے،
ثابت قدم رکھ اور اس کافر قوم پر ہماری مدد فرما۔"

طالوت نے دھیرے دھیرے اپنا لشکر بڑھایا، دونوں فوجیں سامنے آئیں، ایک دوسرے سے ٹکرائیں، مقابلہ ہوا، اتنے میں حضرت داؤد علیہ السلام ایک پتھر لے کر آگے بڑھے اور تاک کے جالوت کے سر پر اس زور سے مارا کہ پتھر لگتے ہی جالوت کا کام تمام ہو گیا۔ جالوت کے مرتے ہی اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور پوری فوج کو بری طرح شکست ہوئی، سب کے سب بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ نکلے اور طالوت اپنے لشکر کے ساتھ کامیاب واپس ہوئے۔

نبوت اور بادشاہت

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بادشاہت عطا فرمائی، نبوت سے سرفراز فرمایا اور علم و حکمت سے بھی مالا مال کیا۔

ان پر اللہ کی کتاب زبور نازل ہوئی جیسے ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوا۔

خوش الحانی ان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عطا فرمائی تھی کہ جس وقت زبور پڑھتے یا تسبیح وتحمید کرتے تھے تو پہاڑ چرند پرند اُن کی خوش الحانی پر مدہوش ہو جاتے تھے اور ان کے ساتھ یہ سب بھی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے اور صبح وشام اس کی حمد کے گیت گاتے تھے۔ پہاڑ اور جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے ان کے تابع کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے لوہا ان کے ہاتھوں میں موم کر دیا تھا جس طرح چاہتے تھے توڑ مروڑ لیتے تھے اور جس طرح چاہتے تھے گھما لیتے تھے، لوہے کی ایسی مضبوط مضبوط زرہیں بناتے تھے کہ لڑائی میں خوب کام آتی تھیں اور یہی زرہیں بیچ کر اس سے اپنی زندگی کی کل ضرورتیں پوری کرتے تھے، اپنے گھر والوں کے کھانے پینے کا سامان کرتے تھے، اتنی بڑی سلطنت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی مگر اس کا ایک پیسہ اپنی ذات پر کبھی خرچ نہیں کرتے تھے۔

مقدمہ کا فیصلہ کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ نے ایسی عطا فرمائی تھی کہ بڑے بڑے اُلجھے معاملات اور جھگڑے منٹوں میں سلجھا دیتے تھے۔

مقدمہ

ایک مرتبہ ایک مقدمہ پیش ہوا، اس وقت ان کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

دو شخص آئے، ایک نے کہا: یا حضرت! اس کی بکریاں میرے کھیت میں گھس گئیں اور میرے کھیت کا صفایا کر دیا، میرا بڑا نقصان ہو گیا۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میرے اس نقصان کی تلافی کرا دیجئے اور آپ ہم دونوں کے درمیان ایسا فیصلہ کیجئے کہ ہم دونوں مطمئن ہو جائیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ جتنا اس کے کھیت کا نقصان ہوا ہے اتنی ہی قیمت کی بکریاں ہیں۔

فرمایا کہ بکریاں کھیتی والے کو دے دی جائیں تاکہ اس کے کھیت کی تلافی ہو جائے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: میرے نزدیک تو یہ ہونا چاہیے کہ بکریاں کھیتی والے کے حوالہ کر دی جائیں وہ اس کے دودھ، گھی سے نفع اٹھائے اور کھیت بکری والے کے سپرد کر دیا جائے وہ اس کی آب پاشی کرے۔ جب کھیتی ویسی ہی سرسبز و

شاداب ہو جائے تو یہ اس کا کھیت دے کر اپنی بکریاں واپس لے لے اس میں دونوں کا نقصان نہ ہوگا۔

حضرت داؤد علیہ السلام اس فیصلہ سے بہت خوش ہوئے اور بہت پسند فرمایا، وہ دونوں بھی خوش خوش واپس ہوئے۔

آزمائش

حضرت داؤد علیہ السلام عبادت خانہ میں بیٹھے عبادت میں مشغول تھے، ناگاہ دو آدمی دیوار پھاند کر عبادت خانہ میں گھس آئے حضرت داؤد علیہ السلام کو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ لوگ بے وقت کیوں آئے اور کیسے آئے اور گھبرائے بھی کہ یہ لوگ کون ہیں کہ جو میرے عبادت خانہ میں اطلاع کیے بغیر چلے آئے۔

ان دونوں نے جو حضرت داؤد علیہ السلام کو گھبرایا ہوا دیکھا تو کہا: یا حضرت! آپ گھبرائیں نہیں، ہم دونوں تو ایک مقدمہ لے کر آئے ہیں آپ سے انصاف چاہتے ہیں کہ آپ انصاف کے ساتھ اس کا فیصلہ فرما دیجئے اس کو ٹالیے نہیں۔ ہم دونوں کے ساتھ ایسا فیصلہ کیجیے جو حق ہو، قصہ یہ ہے کہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس

صرف ایک دنبی ہے اس میں بھی اس کی نیت لگی ہے، چاہتا ہے کہ یہ بھی لے لے، مجھ پر زبردستی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ دنبی مجھ کو دے دو اور پھر مجھ کو کمزور سمجھ کر دباتا دھمکاتا ہے۔اب بتائیے مجھ کو کیا کرنا چاہئے، کون سا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔؟

حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا، یہ تو صریحاً زیادتی اور بے انصافی کی بات ہے کہ اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور تیرے پاس ایک دنبی ہے اس میں بھی اس کی نیت اٹکی ہے، بڑی شرم کی بات ہے، مگر یہ کوئی نئی بات نہیں، حصہ دار ایسا ہی کرتے ہیں، ہر قوی حصہ دار کمزور حصہ دار پر زیادتی کرتا ہے اور اس کا مال ہڑپ کرنے کا متمنی رہتا ہے، ہوس بڑھتی ہی رہتی ہے، ہاں وہی لوگ اس ظلم و زیادتی سے بچتے ہیں جن کو اللہ نے سمجھ دی ہے وہ اللہ سے ڈرتے ہیں مگر ایسے لوگ دنیا میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔

وہ دونوں یہ سن کر ایک دوسرے کا منھ دیکھ کر مسکرا دیئے اور چلے گئے۔اب حضرت داؤد علیہ السلام سمجھے کہ یہ آزمائش تھی جو اللہ کی طرف سے تھی۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے کوئی ارادہ کیا تھا جس کی تنبیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان دو فرشتوں کو بھیجا تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے نبی تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں علم وحکمت سے سرفراز فرمایا تھا، وہ سمجھ گئے کہ یہ دو شخص میری ہی تنبیہ کے لئے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میری تنبیہ کے لئے ان کو بھیجا تھا۔ یہ خیال آتے ہی فوراً سجدہ میں گر گئے اور بہت عاجزی اور آہ وزاری کے ساتھ اپنے پروردگار کے سامنے توبہ کی اور معافی کے طلبگار ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ اور کیوں نہ قبول فرماتا، وہ اللہ کے سچے نبی اور محبوب بندہ تھے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ داؤد علیہ السلام کا ہمارے یہاں بڑا مرتبہ ہے اور بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور محبت کے ساتھ اُن کو مخاطب کر کے فرمایا: اے داؤد! ہم نے تم کو زمین کا نائب بنایا ہے، ملک کی بادشاہت تمھارے ہاتھ میں دی ہے۔ اب تم کو چاہیے کہ انصاف کے ساتھ حکومت کرو، ایسا نہ ہو کہ نفس کی اتباع کرنے لگو، خواہشاتِ نفسانی کے دھوکہ میں پڑ جاؤ، جو لوگ ایسے

دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں ان کے لئے سخت سے سخت عذاب ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت

حضرت داؤد علیہ السلام بڑے عبادت گزار تھے، دن رات کے چوبیس گھنٹے میں زیادہ سے زیادہ وقت ان کا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا تھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ حضرت داؤدؑ کے روزے محبوب تھے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کو حضرت داؤدؑ کی نماز بہت پسند تھی وہ نماز ایسی پڑھتے تھے کہ آدھی رات تک سوتے تھے اور تہائی رات میں اُٹھ کر نماز کو کھڑے ہو جاتے تھے اور رات کے چھٹے حصہ میں پھر سو جاتے تھے۔

روزہ کا یہ حال تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔

جہاد میں جب شریک ہوتے تھے اور دشمنوں سے مقابلہ ہوتا تھا تو کبھی پیٹھ نہ موڑتے تھے، اور نہ ہی کبھی بھاگتے تھے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ○

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادہ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی علم وحکمت سے سرفراز فرمایا تھا، نبوت اور بادشاہت بھی عطا فرمائی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے جانشین ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہوا، جن اور شیاطین کو ان کا تابع کیا، جانوروں کی بولیاں سکھائیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام تمام جانوروں کی بولیاں آسانی کے ساتھ سمجھ لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام شکرادا کرتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ پروردگار کا شکر ہے، جس نے ہم کو جانوروں کی بولیاں سکھائیں۔ ہوا، جن اور شیاطین کو ہمارے تابع کیا، علم

وحکمت سے ہم کو سرفراز فرمایا، نبوت اور بادشاہت بھی ہم کو عطا فرمائی۔ پروردگار کے ہم پر بہت بڑے بڑے احسانات اور کھلا ہوا فضل ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام جب سیر کے لئے نکلتے تھے تو تخت پر بیٹھ جاتے تھے، وہ تخت ہوا اُڑا لے جاتی تھی اور منٹوں میں کہیں سے کہیں پہونچا دیتی تھی۔

ایک مہینہ کا راستہ آدھے دن میں ختم ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام لشکر کے ساتھ چیونٹیوں کے میدان میں پہونچے، ایک چیونٹی دیکھ رہی تھی، اس نے گھبرا کر اپنے کنبہ اور قبیلہ کو آواز دی کہ اے چیونٹیوں سلیمان علیہ السلام آرہے ہیں اور ان کے ساتھ ان کا لشکر بھی ہے، اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ تم ان کے قدموں کے نیچے کچل کر پس جاؤ اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام یہ سن کر ہنس پڑے اور خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں اس قدر نوازا، ایسی حکومت عطا فرمائی، ایسا رعب دیا کہ انسان وحیوان، جن وشیاطین سب

ہم سے اور ہمارے لشکر سے ڈر جاتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عاجزی اور دعا

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ٥

"اے پروردگار میں تیرے احسانات اور انعامات کا کیسے شکر ادا کروں تو مجھ کو توفیق دے کہ میں تیرے تمام احسانات کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیے ہیں، شکر ادا کروں اور مجھ سے وہی کام لے جو تیری خوشی اور رضامندی کے ہیں اور مجھ کو اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔"

سبا کی ملکہ

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی فوج کا جائزہ

لے رہے تھے اس وقت سب موجود تھے مگر ہُد ہُد غائب تھا، کہنے لگے کہ میری نگاہ غلطی کر رہی ہے یا حقیقت میں وہ غائب ہے۔ جب معلوم ہوا کہ سچ مچ وہ نہیں ہے تو فرمانے لگے کہ اگر وہ اپنے غائب رہنے کی کوئی سچی دلیل نہ لائے گا اور کوئی سچی بات نہ بتائے گا تو میں اس کو سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا۔

تھوڑی دیر میں ہُد ہُد آیا اور کہنے لگا، یا حضرت میں ملک سبا کی ایک سچی خبر لایا ہوں جس کی شاید آپ کو خبر نہ ہو۔

ملک سبا میں ایک ملکہ ہے، پورا ملک اس کے قبضہ میں ہے، سارے ملک پر اس کی حکومت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو ہر نعمت عطا فرمائی ہے اس کے بیٹھنے کا تخت بہت بڑا اور قیمتی ہے۔

ایک نئی بات اور سنیئے، وہ اور اس کی پوری قوم اور ساری رعایا سورج کو سجدہ کرتی ہے۔ مجھ کو تعجب اور بہت تعجب ہے کہ اللہ وحدہ، لاشریک کو چھوڑ کر سورج کی کیوں پرستش کرتے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عرش عظیم کا مالک ہے، زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کے قبضہ میں رہتی ہے، چھپی اور کھلی باتوں سے وہ واقف ہے پھر اس کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرنا کیا معنی؟

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا، اچھا میں تیرا امتحان لیتا ہوں کہ تو جھوٹ کہتا ہے یا سچ۔ یہ میرا خط لو اور اس کو ملکہ سبا کو جا کر دینا اور دے کر ہٹ جانا، دیکھوں وہ کیا جواب دیتی ہے۔

ہُد ہُد خط لے کر گیا اور خط اس کے اوپر ڈال دیا اور الگ جا کر کھڑا ہوا۔

ملکہ سبا نے خط دیکھ کر اپنی رعایا کو بلایا اور کہا کہ اے درباریو! میرے پاس اس وقت شاہ سلیمان علیہ السلام کا بابرکت اور عزت والا خط آیا ہے، جس کا مضمون یہ ہے:

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے، اما بعد! سن لو کہ میرا مقابلہ سخت ہے تم کو مجھ سے لڑنے کی طاقت نہیں مجھ سے لڑنے کی ہمت نہ کرو، بہتر یہی ہے کہ مطیع اور فرماں بردار ہو کر چلی آؤ۔"

ملکہ نے خط سنا کر کہا کہ تمھیں معلوم ہے کہ میں بغیر تمھارے مشورہ کے کوئی کام نہیں کرتی، مجھے مشورہ دو کہ اب کیا کرنا چاہئے۔"

درباری بولے: ملکہ معظّمہ! آپ کو معلوم ہے کہ ہم لوگ

کتنے طاقت ور اور بلند ہمت ہیں، جنگ ہمارے لئے کھیل ہے، پھر سامان کی بھی ہمارے پاس کوئی کمی نہیں، ہم لڑنے اور مرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں مگر ان تمام باتوں کے باوجود بھی آپ کی مرضی کے تابع ہیں، جو آپ کی خوشی ہو وہ کیجئے۔

ملکہ نے کہا، دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ کسی ملک پر حملہ کرتے ہیں تو اس شہر کو برباد کر دیتے ہیں، اور وہاں کے رہنے والوں کو ذلیل ورسوا کر کے نکال دیتے ہیں معزز لوگوں کو غلام بنا لیتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ یہ بھی ایسا کریں گے، پھر اس کے علاوہ ایسے شاندار مرتبہ والے بادشاہ سے لڑنا ہنسی کھیل نہیں ہے، آسان کام نہیں ہے اگر وہ غالب آگئے تو عام بادشاہوں کی عادت کے مطابق تم کو فنا کر دیں گے، تمھارے ملک کو برباد کر دیں گے، تمھارے معزز اور بڑے بڑے سرداروں کو اپنا غلام بنائیں گے پھر تم کو ذلت اور غلامی کی حالت میں اپنی زندگی گزارنا پڑے گی، بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے۔

رعایا بولی، جو آپ کی مرضی ہو کیجئے، ہم آپ کے تابع ہیں۔

ملکہ نے کہا، خیر میں اس وقت کچھ تحفے بھیج کر ان کا امتحان

کرتی ہوں کہ وہ کس طبیعت کے ہیں، پھر دیکھا جائے گا اس وقت تو یہ دیکھنا ہے کہ تحفوں کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

ملکہ کے تحفے بھیجنے کا یہ مطلب تھا کہ اگر وہ دنیاوی بادشاہ ہوں گے تو ان تحفوں سے خوش ہوں گے تعریف کریں گے، وقعت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور اگر نبی ہیں تو اس پر نظر بھی نہ ڈالیں گے۔

قاصد حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں

ملکۂ سبا نے بہت سے نادر و نایاب تحائف دے کر اپنے درباریوں کو حضرت سلیمانؑ کی طرف روانہ کیا۔

درباری جب تحفے لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہونچے تو انھوں نے کہا یہ تحفے تمھیں کو مبارک رہیں، مجھے ذرا بھی ان کی خواہش نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس سے کہیں زیادہ بہتر عطا فرمایا ہے، ان چیزوں سے تو تمھیں خوش ہوتے ہو گے، جاؤ ملکہ سے کہو کہ، ہم اپنے لشکر سمیت تمھارے ملک میں پہونچنے والے ہیں، اپنی خیر چاہو تو ہم سے مقابلہ نہ کرو، ہم

سے جنگ کرنا آسان کام نہیں، قیدی بنو گے، جلاوطن ہو گے، ذلت وخواری کے ساتھ تم کو ملک چھوڑنا پڑے گا۔

قاصد تمام تحائف کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کا پیغام لے کر واپس ہوئے اور پورا واقعہ شہزادی کے روبرو پیش کیا۔

ملکۂ سبا کا تخت حضرت سلیمانؑ کے دربار میں

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے کہا، اے دربار والو! تم میں کون ایسا بہادر ہے جو ملکہ سبا کے آنے سے پہلے اس کا تخت اُٹھا لائے۔

ایک جن بولا کہ ہم لائیں گے، ہم اتنی جلدی تخت لے کر حاضر ہوں گے کہ آپ اپنے دربار سے اُٹھنے نہ پائیں گے، ہم بہت بہادر اور معتبر ہیں۔

ایک عالم جن بھی دربار میں حاضر تھا، اس نے عرض کی کہ میں اس کو چشم زدن میں حاضر کر سکتا ہوں آپ کی نگاہ اِدھر سے اُدھر نہ پھرے گی کہ میں تخت سمیت حاضر ہو جاؤں گا۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے نگاہ پھیری تو تخت کو

اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا، کہنے لگے یہ سب میرے پروردگار کی مہربانی ہے، وہ ایسے ایسے انعام کر کے مجھ کو آزماتا ہے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری، اور جو شکر کرے گا وہ اپنے ہی نفع کے لئے کرے گا، اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی نفع نہیں، اور جو ناشکری کرے گا تو اسی کا نقصان ہے، اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں، وہ بہت بے پرواہ اور کرم والا ہے۔

ملکہ کی آمد

حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس تخت کا رنگ وروپ بدل دو تاکہ ملکہ کی عقل و دانائی کی آزمائش ہوجائے دیکھوں وہ سمجھتی ہے یا نہیں۔

جب ملکہ آئی تو لوگوں نے پوچھا، کیا آپ کا تخت ایسا ہی ہے۔

شہزادی نے کہا، بالکل ایسا ہی ہے گویا وہی ہے پھر کہا اس آزمائش کی کیا ضرورت تھی، میں تو پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ سلیمانؑ محض بادشاہ نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت سے بھی سرفراز فرمایا ہے، اس لئے میں مطیع وفرماں بردار ہو کر آئی ہوں۔

لوگوں نے کہا، ملکہ آپ اب محل میں تشریف لے جائیے۔

اس محل میں فرش حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیشہ کا بنوایا تھا اور شیشہ اس خوبی سے جڑوایا تھا کہ دیکھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ پانی لہریں لے رہا ہے۔

ملکہ جب محل کی طرف چلی تو معلوم ہوا کہ پانی لبالب بھرا لہریں مار رہا ہے۔ ملکہ نے جھٹ پٹ اپنے دونوں پائنچے چڑھا لئے تا کہ بھیگ نہ جائیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام دیکھ رہے تھے، کہنے لگے یہ فرش شیشہ کا ہے پانی نہیں ہے۔

ملکہ یہ سن کر شرمندہ ہوگئی اور اس وقت اس کو اپنی بے عقلی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی عقل کا کمال معلوم ہوا، بہت نادم ہوئی اور کہنے لگی، افسوس میں نے اپنی اتنی عمر کیسی ضائع کی، سورج کی پرستش میں جو عمر گزری وہ کیسی بے کار گئی، کچھ حاصل نہ ہوا، جس کو دین کی سمجھ نہ ملی اس کو کچھ نہ ملا، اے میرے پروردگار میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا، اتنی عمر سورج کی پرستش میں برباد کی، تجھ سے غافل اور بے پرواہ رہی، اے اللہ تعالیٰ!

میری توبہ قبول فرما، میں تجھ پر اور تیرے رسول حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لائی اور تیری طرف متوجہ ہوتی ہوں، اب تو میری توبہ قبول فرما، مجھ پر رحم فرما اور میری خطاؤں کو معاف کردے۔

جنوں اور شیطانوں کی کاریگری

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ایک پگھلے ہوئے تانبہ کا چشمہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے انھیں کے لئے جاری کیا تھا، جنات اور شیاطین اس پگھلے ہوئے تانبہ کو سانچہ میں ڈال کر بڑی بڑی لگن، دیگیں اور مختلف قسم کے برتن بناتے تھے ایک ایک لگن اور ایک ایک دیگ اتنی بڑی ہوتی تھی کہ پورے لشکر کا کھانا پک جاتا تھا۔

جنات اور شیاطین مزدوروں کی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کا کام کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ برابر سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر رہو، اگر ذرا اطاعت میں کمی کی تو میں سب کو آگ کی نذر کردوں

گا، جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔

پھر تو جنات اور شیاطین بے دام کے غلام بن گئے ایسے ایسے کام کرتے تھے کہ عقل حیران رہ جائے۔ بڑے بڑے قلعے تعمیر کرتے تھے، خوبصورت خوبصورت تصویریں بناتے تھے، دیگ، دیگچے، لگنیں ایسی وزنی اور اتنی بڑی بناتے تھے کہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کھاسکیں، اور پورے لشکر کا کھانا ایک وقت میں پک جائے۔

سمندروں میں غوطہ لگا کر نادِرو نایاب موتی نکال لاتے تھے۔

ایک غفلت کی تلافی

ان تمام عیش وعشرت کے سامان اور اتنی بڑی سلطنت کے باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ ایک منٹ اللہ کی یاد، اس کی اطاعت وعبادت، اس کے ذکر وشغل سے غافل نہ ہوتے تھے، اگر کوئی ضروری کام کی وجہ سے کوئی وظیفہ چھوٹ جاتا تو ان کو انتہائی صدمہ ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے جہاد کے

گھوڑے لائے گئے، یہ گھوڑے بہت اصیل تھے جہاد کے لئے
بہت اچھی طرح ان کی پرورش کی گئی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کو دیکھ کر بہت خوش
ہوئے اور ان کی دیکھ بھال میں مصروف ہوگئے اس میں اتنی دیر
لگی کہ آفتاب غروب ہوگیا اور عصر کے وظیفہ کا وقت نکل گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام بہت پریشان ہوئے اور گھبرا کر
گھوڑوں کو ہٹا دیا کہ انھیں گھوڑوں کی وجہ سے میرا قیمتی وقت
ضائع ہوگیا۔

حالانکہ وہ گھوڑے جہاد کے لئے تھے ان کی سیر وتفریح
کے نہیں تھے، جہاد کے گھوڑوں کی دیکھ بھال بھی ثواب کا کام
تھا، ان کو یہ خیال ہوا کہ شاید میں نے نفس کی خوشی کے لئے دیکھ
بھال کی۔ غرض یہ کہ ان کو صدمہ ہوا، اور اس کی تلافی یوں کی کہ
گھوڑوں کو منگا کے ان کی گردنیں اور پنڈلیاں تلوار سے اڑا دیں
کہ انھیں کی وجہ سے میں اپنے رب کی یاد سے غافل ہوگیا۔

اللہ اکبر! اللہ کے نبی ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کا ایک لمحہ
اللہ کی یاد سے خالی نہیں جاتا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

جب تہجد کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اتنی دیر تک پڑھتے تھے کہ قدم مبارک سوج جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

غرض یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کی گردنیں اور پنڈلیاں تلوار سے اُڑا دیں۔

ایک آزمائش

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مرتبہ کہا کہ میری ستر بیویاں ہیں، سب سے ایک ایک لڑکا ہوگا تو ستر لڑکے ہوجائیں گے اور وہ سب جہاد میں شریک ہوں گے، یہ بات تو کہی مگر انشاء اللہ نہ کہا۔

قاعدہ کی بات ہے کہ آدمی جتنا قریب ہوتا ہے ویسی ہی اس کی معمولی سی بے خیالی بھی پکڑ کے قابل ہوجاتی ہے، ایسے

ہی اللہ تعالیٰ کا جتنا مقرب اور برگزیدہ بندہ ہوتا ہے ویسی ہی اس کی ذرا سی لغزش بھی بہت ہوتی ہے گنہگار بندے بہت کچھ کر جاتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا۔

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انشاء اللہ نہ کہنے پر تنبیہ کی اور وہ یہ کہ کسی بیوی سے ایک لڑکا بھی پیدا نہ ہوا، صرف ایک بیوی سے ہوا تو وہ بھی ادھورا۔

دائی نے اس بچہ کو لا کر تخت پر ڈال دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام سمجھ گئے اور بہت نادم ہوئے اور کہنے لگے:

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكاً لَّا یَنْبَغِیْ
لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۝

"اے میرے پروردگار مجھ کو معاف فرما دے اور مجھ کو ایسی سلطنت عطا فرما جو کسی کو نہ ملی ہو، تو بڑا دینے والا صاحبِ کرم ہے۔"

بیت المقدس کی تعمیر اور

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنیاد قائم کی اور اس عمارت کے بنوانے میں مصروف ہوئے عمارت پوری نہ ہونے پائی تھی بہت سا حصہ باقی تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔

نبیوں کو اپنی وفات کا علم ہو جاتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی معلوم ہو گیا تو وہ جنات کو تمام ہدایتیں کر کے ایک شیشہ کے مکان میں لکڑی ٹیک کر عبادت میں مشغول ہو گئے اسی حالت میں آپ کی وفات ہو گئی اور آپ کی نعش اللہ کے حکم سے لکڑی کے سہارے کھڑی رہی، جنات سمجھ رہے تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کھڑے ہیں ان کے ڈر سے عمارت بنانے میں مصروف رہے۔

جب عمارت بن کر مکمل ہو گئی تو دیمک نے اللہ کے حکم سے لکڑی کو کھا لیا اور نعش مبارک زمین پر آ گئی۔

اب جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کی خبر ہوئی، اور انھیں معلوم ہوا کہ وفات کو زمانہ ہو گیا اور خبر ہمیں اب ہوئی۔

اب انھیں اپنی لاعلمی پر بہت افسوس ہوا کہ ہمیں پہلے سے خبر ہوتی تو اب تک کیوں اس ذلت وخواری میں پڑے رہتے، سب چھوڑ چھاڑ الگ ہو جاتے، افسوس ہم اب تک بے خبر کیوں رہے۔

اللہ تعالیٰ کو یہ عمارت مکمل کرانا منظور تھی ان کو خبر کیسے ہوتی۔

جنات اپنے کو غیب داں سمجھتے تھے آج اُن کی آنکھ کھلی، اب وہ سمجھے کہ غیب کا جاننے والا صرف خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں، خدا کے بھیدوں کو خدا کے سوا کوئی نہیں جان سکتا، وہی عالم الغیب ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔

مقدمہ کا فیصلہ

حضرت سلیمان علیہ السلام مقدمہ کا فیصلہ کرنے میں ممتاز تھے بہت جلد ان کی عقل تہہ کو پہونچ جاتی تھی، ایسا اچھا فیصلہ کرتے تھے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو خوش کر دیتے تھے۔

حدیث شریف میں ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس دو عورتیں ایک لڑکے کو لیے ہوئے جھگڑتی ہوئی آئیں، ایک واویلا مچاتی تھی کہ یا حضرت یہ لڑکا میرا ہے مجھ کو دلوا دیجیے، دوسری کہتی تھی کہ یہ زبردستی میرے لڑکے پر قبضہ کرنا چاہتی ہے، آپ مجھ پر کرم فرمایئے یہ لڑکا میرا ہے مجھ کو دلوا دیجیے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے درباریوں سے کہا کہ اس کا فیصلہ یہ ہے کہ اس لڑکے کے دو ٹکڑے کر کے آدھا اس کو دیدو، اور آدھا اس کو دے دو۔

یہ فیصلہ سن کر جو اصل ماں تھی وہ بیتاب ہو کر چیخ اُٹھی، کہنے لگی خدا کے لئے ایسا ہرگز نہ کیجیے اسی کو دید یجیے لڑکا زندہ رہے چاہے جس کے پاس رہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی بے قراری دیکھ کر سمجھ گئے کہ اس کی ماں یہی ہے یہ لڑکا اسی کا ہے۔

اس لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ حکم دیا کہ ماں کی محبت کبھی اس بات کو تسلیم نہ کرے گی اور حق معلوم ہو جائے گا، چنانچہ وہی ہوا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم ہو گیا اور

اس کے ماں ہونے کا ثبوت مل گیا تو لڑکا اس کو دے دیا۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مریمؑ کی پیدائش

بنی اسرائیل کے خاندان میں ایک شخص تھے، جن کا نام عمران تھا۔

عمران پر اور ان کے گھر والوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بنی اسرائیل کے گروہ سے چھانٹ لیا تھا اور ان پر بڑی بڑی عنایتیں کرتا تھا۔

عمران کی بیوی کے بچہ پیدا ہونے والا تھا، جب انھیں علم ہوا کہ میرے بچہ پیدا ہونے والا ہے تو انھوں نے کہا، اے میرے پروردگار! میری یہ نیت ہے کہ اگر میرے لڑکا پیدا ہوگا تو میں تیری نذر کروں گی اے میرے پروردگار میری نذر قبول فرما، تو سننے اور جاننے والا ہے۔

جب پیدائش کا وقت قریب آیا تو اُمید کے خلاف لڑکی پیدا ہوئی۔ عمران کی بیوی لڑکی دیکھ بہت رنجیدہ ہوئیں کہ میں

نے کیا سوچا تھا اور کیا ہوا، افسوس!۔

کہنے لگیں، اے میرے پروردگار! تجھی کو معلوم ہے کہ میں نے کیا ارادہ کیا تھا، میں نے نیت کی تھی کہ اگر لڑکا ہوگا تو تیری نذر کروں گی، اب یہ لڑکی پیدا ہوئی ہے، اس کو میں کیا کروں، پروردگار اس کا نام میں نے مریم رکھا ہے، میں اس کو تیری حفاظت میں دیتی ہوں، تو اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان کے مکروفریب سے بچائے رکھنا۔

حضرت مریم کی ماں کو کیا خبر تھی کہ یہ لڑکی کیسی ہے، وہ نہ سمجھیں کہ جس لڑکی کی پیدائش پر ہم افسوس کر رہے ہیں، یہ ایسی مبارک لڑکی ہے جس پر ہزاروں لڑکے قربان۔!

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اسے معلوم تھا کہ یہ لڑکی کیسی ہے، اور کیسا مرتبہ رکھتی ہے اسی نے ان کو قبول فرمایا اور اچھی طرح قبول فرمایا۔

حضرت مریمؑ کی پرورش

حضرت مریمؑ کی ماں نے حضرت مریم کو لے جا کر مسجد

کے نذر کر دیا۔

مسجد میں جھگڑا پڑا، ہر شخص چاہتا تھا کہ اس لڑکی کی پرورش میں کروں۔ اس پر بحث ہونے لگی، آخر قرعہ ڈالنے کی تجویز ہوئی۔ قرعہ ڈالا گیا تو حضرت زکریا علیہ السلام کا نام نکلا۔

حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریمؑ کے رشتہ دار بھی تھے انھوں نے بہت خوشی سے ان کی پرورش کا ذمہ لیا، اور بہت اچھی طرح سے اُن کی پرورش کی۔

جب حضرت مریمؑ جوان ہوئیں تو حضرت زکریا علیہ السلام نے مسجد کے قریب ایک حجرہ ان کے لئے مخصوص کر دیا۔ اسی میں دن رات حضرت مریمؑ رہتی تھیں۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام اُن سے ملنے آتے تھے تو دیکھتے تھے کہ ہر قسم کے میوے ان کے پاس رکھے ہیں۔ حضرت زکریاؑ کو بڑی حیرت ہوتی تھی۔

ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریمؑ سے کہا، اے مریم! یہ میوے تمھارے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ کون دے جاتا ہے۔؟

حضرت مریمؑ نے کہا، یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے وہ مجھے عطا فرماتا ہے، یہ میوے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں، وہ بڑی قدرت والا ہے جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

حضرت زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے بندہ اور بنی اسرائیل کے بڑے جلیل القدر نبی تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی اولاد نہ تھی، خود بھی بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کی بیوی بھی بوڑھی ہو گئیں تھیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کو اکثر اولاد کی خواہش ہوتی تھی مگر اب جو حضرت مریمؑ کے پاس بے موسم کے میوے دیکھے تو ایک جوش پیدا ہوا کہ اللہ کی اتنی بڑی قدرت، وہ ایسا قادر اور میں اب تک اولاد سے محروم ہوں، جس طرح وہ مریم کو بے فصل کے میوے دینے پر قادر ہے اسی طرح وہ مجھ کو بے وقت اولاد بھی دے سکتا ہے۔اس خیال کے آتے ہی حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی:

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ ○

"اے میرے رب مجھ کو اپنی جناب سے ایک پاکیزہ اولاد عنایت فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔"

اے اللہ تعالیٰ، اے میرے پروردگار! اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا، میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں، میرے بال سفید ہو گئے لیکن تو بڑی قدرت والا ہے، تجھے کچھ مشکل نہیں، مجھے اُمید ہے کہ تو میری پکار ضرور سنے گا، اس لئے کہ میں تجھے پکار کر کبھی خالی نہیں پلٹا، کبھی محروم واپس نہیں ہوا۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ○

"اے اللہ تو مجھے اکیلا نہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے۔"

اے میرے رب! مجھے اپنے مرنے کے بعد اپنے بھائی اور کنبہ والوں سے ڈر ہے تو مجھ کو اپنی طرف سے ایک لڑکا عطا فرما جو میرا اور آل یعقوبؑ کا وارث ہو۔

اے میرے پروردگار وہ لڑکا ایسا ہو جس کو تو پسند کرے

اور راضی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔

اللہ تعالیٰ یونہی اپنے نیک بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے زکریا! ہم تجھ کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا، اے زکریا یہ نام تیرے ہی لڑکے کے لئے مخصوص تھا، اس سے پہلے کوئی لڑکا اس نام کا نہیں ہوا، یہ لڑکا بڑا نیک ہوگا اس کو نبوت ملے گی اور اپنی قوم کا سردار ہوگا، یہ لڑکا میرے ایک حکم کی گواہی بھی دے گا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ کی قدرت دیکھ کر دعا کی تھی اور اب جب بشارت ملی تو حیرت میں آگئے کہ میں بوڑھا ہو گیا اور میری بیوی مریض، لڑکا کیسے ہوگا، کیا میں جوان ہوں گا، کیا میں دوسری بیوی کروں گا اس سے اولاد ہوگی، یا اسی بیوی کو اللہ تعالیٰ صحت دے گا، کیا ہوگا، کس طرح اولاد ہوگی۔؟

کہنے لگے "اے اللہ تعالیٰ میرے لڑکا کیسے ہوگا۔؟ میں بوڑھا ہو گیا اور میری بیوی مریض ہے، آج تک تو کوئی لڑکا ہوا نہیں اب کیسے ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے زکریا! تیرے رب کے لئے کچھ مشکل نہیں، تمھیں بھی تو ہمیں نے پیدا کیا، ایسے وقت میں پیدا کیا جب تم کچھ بھی نہ تھے۔ اب تمھارا لڑکا پیدا کرنا کیا ہمارے لئے مشکل ہے، ہمیں سب آسان ہے، ہم ہر چیز پر قادر ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا، اے پروردگار! مجھ کو کوئی نشانی ایسی دکھا دے جس سے مجھے لڑکا ہونے کا یقین ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اچھے بھلے ہونے کے باوجود تین دن رات کسی سے بول نہ سکو گے، اشاروں سے گفتگو کرو گے بس یہی نشانی ہے۔

اب جو حضرت زکریا علیہ السلام باہر نکلے تو بالکل بات نہ کر سکے اشاروں میں لوگوں کو سمجھایا کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح سے شام تک اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام

مدت پوری ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو ایک متقی پرہیزگار لڑکا عطا فرمایا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے یحییٰ نام رکھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے سنوار دیا تھا، علم وحکمت، دیانت ذکاوت عقل وفہم میں ممتاز فرما دیا تھا۔

بندگی کے آداب اور خدمت کی سمجھ عطا فرمائی، نبوت سے بھی سرفراز فرمایا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام پر اللہ کا خوف ہر وقت طاری رہتا تھا، ہر وقت اللہ کے ڈر سے روتے رہتے تھے اور ماں باپ کے انتہائی خدمت گزار اور کھیل کود سے، شور و پکار سے نفرت، اپنی ساری عمر اللہ کی یاد، اس کی محبت اور اطاعت میں گزار دی۔

ساری عمر خوف خدا میں روتے ہوئے کاٹی۔ شادی کی نہ دنیا کی کسی چیز کی پروا کی۔

کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف خدا میں اتنا روتے تھے کہ دونوں رخساروں کا گوشت گل گیا تھا۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

حضرت مریمؑ دن رات حجرہ میں بیٹھی عبادت کیا کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے میوے آجاتے تھے، ان کو کھا لیتی تھیں، پھر عبادت میں مصروف ہو جاتیں۔

ایک دن حضرت مریمؑ عبادت میں مصروف تھیں کہ ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں ظاہر ہوا۔

حضرت مریمؑ نے جو نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ ایک آدمی کھڑا ہے، گھبرا گئیں۔ کہنے لگیں، میں ہر بری بات سے پناہ مانگتی ہوں، اگر تم کو خدا کا خوف ہے تو یہاں سے چلے جاؤ۔

فرشتہ نے کہا۔ گھبراؤ نہیں، میں تمھارے پاس تمھارے پروردگار کے حکم سے آیا ہوں۔

اے مریم! اللہ تعالیٰ نے تم کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت بخشی، ساری عورتوں میں اللہ تعالیٰ نے تم کو پسند فرمایا، اور تمھیں پاکیزہ طبیعت عطا فرمائی۔

اے مریم! تم کو چاہیے کہ اپنے پروردگار کی بندگی کرو، نمازیں قائم رکھو، رکوع اور سجدہ میں زیادتی کرو، اے مریم! ہم تم کو ایک خوش خبری بھی دینے آئے ہیں، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی جناب سے ایک مبارک لڑکا عطا فرمائے گا جس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔

یہ لڑکا دنیا و آخرت میں بڑے مرتبہ والا ہوگا، اللہ کے مقرب بندوں میں اس کا شمار ہوگا، اس لڑکے کی ایسی شان ہوگی کہ یہ پیدا ہوتے ہی بولنے لگے گا اور جب بڑا ہوگا تو بڑا نیک بخت جوان صالح ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو نبوت سے سرفراز فرمائے گا علم وحکمت سے بھی مالا مال فرمائے گا اور انجیل بھی عطا فرمائے گا۔

حضرت مریمؑ یہ سن کر سناٹے میں آگئیں۔

حیرت سے کہنے لگیں، اے میرے پروردگار! بڑی حیرت ہے میرے لڑکا کس طرح پیدا ہوگا، میری تو شادی بھی نہیں ہوئی، لڑکے کا کیا ذکر۔؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مریم! ہم کو سب آسان ہے، ہم

ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ ہم جس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہوجا بس وہ ہوجاتا ہے۔

حضرت مریمؑ فرشتہ سے بولیں کہ میری تو شادی بھی نہیں ہوئی لڑکا کیسے ہوگا۔؟

فرشتہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کے لئے سب آسان ہے، وہ سب کچھ کرسکتا ہے، اور اس بات کا تو اس نے فیصلہ کرلیا ہے یہ ہوکے رہے گا۔

حضرت مریمؑ خاموش ہوگئیں۔

فرشتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح پھونک کر چلا گیا۔

جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آیا تو حضرت مریمؑ دوسری جگہ چلی گئیں، اور ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھ گئیں۔

جب تکلیف زیادہ ہوئی تو کہنے لگیں، اے کاش کیسا اچھا ہوتا کہ میں اس سے پہلے مرجاتی اور بھولی بسری ہوجاتی۔

حضرت مریمؑ یہی کہہ رہی تھیں کہ ان کے نیچے سے آواز آئی۔

"اے مریم! رنجیدہ اور پریشان نہ ہو، دیکھو تمھارے رب

نے تمھارے پاؤں کے نیچے چشمہ بہا دیا ہے اور اس کھجور کو ہلاؤ تو اس میں سے پکے پکے کھجور گریں گے اس کو کھاؤ اور چشمہ کا پانی پیو اور اپنے بیٹے کو دیکھ دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرو، اپنا دل خوش کرو، جب کوئی شخص آئے تو کہنا کہ میں نے اپنے پروردگار کے لئے روزہ کی منّت مانی ہے، آج کے دن میں کسی سے بات نہیں کرسکتی۔

ان کے زمانہ میں روزے کی منّت اسی طرح ہوتی تھی۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوگئے تو حضرت مریمؑ ان کو لے کر واپس ہوئیں۔

لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر حیران اور ششدر رہ گئے، اور ہر طرف چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔

لوگوں نے کہا: اے مریم! یہ تو نے کیا غضب کیا؟ اے ہارون علیہ السلام کی بہن! نہ تیرا باپ برا تھا، نہ تیری ماں بری تھی، تو کس کو پڑگئی۔؟

حضرت مریمؑ نے اشارے سے کہا کہ میں نے اللہ کے لئے روزہ رکھا ہے میں آج کسی سے بات نہیں کرسکتی، تم کو جو کچھ

کہنا ہو اور پوچھنا ہو اس بچہ سے پوچھ لو۔

یہ سننا تھا کہ وہ لوگ اور بگڑ گئے، کہنے لگے خوب! تمھاری ہر بات انوکھی ہے، کہتی ہو کہ بچہ سے پوچھ لو۔

ارے ہم اس گود کے بچہ سے کیا پوچھ سکتے ہیں یہ کیا جواب دے گا۔؟

اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول اُٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ نے مجھ کو نبوت عطا فرما کر بنی اسرائیل کی طرف بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایسا بابرکت بنایا ہے کہ جس جگہ میں رہوں گا میری برکت ظاہر ہوگی اور مجھے اپنی طرف سے ایک کتاب عطا فرمائی ہے، ماں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت اور تاکید فرمائی ہے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی ہدایت فرمائی ہے، اور اپنے خاص فضل وکرم سے مجھ کو سرکش اور بدبخت نہیں پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ میری پیدائش میں میری موت میں اور جس وقت کہ میں دوبارہ اُٹھایا جاؤں گا سلامتی ہی سلامتی رکھی گئی ہے۔

نبوت

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت سے سرفراز فرمایا، اور معجزے عطا فرما کر بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام معجزے لے کر قوم کے پاس آئے اور کہا کہ میں تمھارے رب کی طرف سے کچھ نشانیاں لے کر آیا ہوں، میں تمھارا رسول ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمھارا رسول بنایا ہے۔ میرا کہا مانو، اور میری اطاعت کرو۔

دیکھو، اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے، تمھیں لازم ہے کہ اس کی عبادت کرو، اس کے راضی ہونے کی فکر کرو، اسی سے ڈرو بھی، اور اسی سے اُمید بھی رکھو، یہی چیزیں تم کو اللہ کے راستہ پر لے جا سکتی ہیں اور اسی میں تمھارا بھلا ہے۔

میں تم کو حرام وحلال کی تمیز بھی کرانے آیا ہوں، اور یہ کہتا ہوں کہ توراۃ جو تم کو حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ ملی ہے وہ سچی

ہے، میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ سچی ہے، اس پر عمل کرو اور بری باتیں چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ معجزے عطا فرمائے ہیں کہ میں مٹی کا ایک پرندہ بناتا ہوں، پھر اس میں ایک پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے اُڑ جاتا ہے اور اسی کے حکم سے پیدائشی اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں، اسی کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتا ہوں، اس کے علاوہ تم لوگ جو کچھ اپنے اپنے گھروں میں کھاپی کر اور چھوڑ کر آئے ہو اور مجھ سے پوچھو تو میں بتا دوں گا کہ تم کیا کھاپی کر اور کیا چھوڑ کر آئے ہو۔ یہ سب نشانیاں اللہ کی طرف سے ہیں، ان پر یقین کرو، اور دیکھو میں مبشر بھی ہوں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد اللہ تعالیٰ ایک اور نبی پیدا کرے گا، ان کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا۔

اب اس کو خوب کان کھول کر سن لو کہ اللہ ایک ہے، وحدہٗ لاشریک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے، اس کو ایک سمجھو، اس کا شریک نہ ٹھہراؤ سمجھ لو کہ جس نے اس کا شریک ٹھہرایا، اس کا ساجھی کسی کو بنایا تو

اس پر طرح طرح کے عذاب ہوں گے، وہ کبھی معاف نہ کیا جائے گا، اس پر جنت حرام ہوجائے گی۔

دوزخ اس کا ٹھکانا ہوگا، اور وہاں اس کا کوئی پُرسان حال اور مددگار نہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنی نصیحت کرتے رہے اور بنی اسرائیل کے ماتھے پر جوں بھی نہ رینگی، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت ایک کان سے سنتے تھے اور دوسرے کان سے اُڑا دیتے تھے اور وہی اپنے دل کی کرتے رہے، نہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت پر کان دھرے، نہ توجہ کی۔ وہی کفر، وہی نافرمانی، جو ہر زمانہ میں کرتے چلے آئے تھے، اب بھی کرتے رہے اور معجزے دیکھ کر کہا، یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نافرمانیوں سے پریشان اور ان کی ہدایت سے نا اُمید ہوگئے، کہنے لگے، کوئی ایسا ہے جو اللہ کے لئے میری نصیحت سنے اور اس پر عمل کرے اور میرا مددگار ہو۔

حواریین بولے: "ہم اللہ کے لئے آپ کی مدد کریں

گے، آپ کا ساتھ دیں گے، آپ کی نصیحت سنیں گے اور اس پر عمل کریں گے، آپ گواہ رہیے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اس کے حکموں کو قبول کیا، اور آپ کی رسالت کا بھی اقرار کرتے ہیں، ہم مانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، پھر دعا کی:

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَا
كْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ○

"اے ہمارے پروردگار ہم اس پر ایمان لائے جو
تو نے اُتارا، اور ہم نے رسول کی اطاعت کی اب
تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ لے"۔

یہودی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پہلے سے دُشمن تھے، اب تو اور دُشمن ہو گئے۔ دُشمنی پر کمر باندھ لی، قتل کی تجویزیں کرنے لگے اور سولی دینے کی دل میں ٹھان لی، موقع کے منتظر رہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب فرماتا ہے:

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے، اے عیسیٰ! تمھیں یاد ہے کہ میں نے تم پر اور تمھاری ماں پر کیسے کیسے احسانات کیے ہیں، تمھیں ہم نے روح سے پیدا کیا، پھر تم کو اتنی قوت دی کہ تم نے ماں کی گود میں دانائی اور ہوشیاری کی باتیں کیں پھر جب تم کو سمجھ آئی تو میں نے تم کو علم و حکمت اور نبوت سے سرفراز فرمایا، توریت کی سمجھ دی، انجیل تم پر نازل فرمائی، طرح طرح کے معجزے تم کو عطا فرمائے، تم میرے ہی حکم سے پرندہ بنا کے پھونک مارتے تو وہ اُڑ جاتا تھا، میرے ہی حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتے تھے۔

میرے ہی حکم سے مردوں کو جِلا دیتے تھے، جب بنی اسرائیل نے ان معجزوں کو دیکھ کر کھلا ہوا جادو کہہ کر تمھاری بات ٹھکرا دی، تمھارا کہنا نہ مانا، تمھارا ساتھ نہ دیا تو میں نے حوارین

کے دل میں تمھاری محبت پیدا کی، اور تمھاری اطاعت کی توفیق بخشی۔

اے عیسیٰ! اب میں تم کو ان کافروں کے ناپاک ہاتھوں سے بچا کے آسمان پر اُٹھالوں گا، یہ تمھارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے، پھر تمھارے بعد جو تمھاری اتباع کریں گے، تمھارے بتائے ہوئے حکموں پر چلیں گے، ان کو دشمنوں پر غالب رکھوں گا اور کافروں پر سخت عذاب نازل کروں گا، دنیا وآخرت میں ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا، اور جو مسلمان ہیں، اچھے کام کرتے ہیں، ان کو پورا پورا اجر دوں گا۔

حوارین کی ایک خواہش اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

ایک دن حوارین نے کہا: اے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے ایک بھرا ہوا خوان اُتار سکتا ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا، توبہ کرو توبہ، تم مسلمان

ہو کر ایسی بات کہتے ہو، اللہ سے ڈرو، ایمان والوں کو ایسی بات نہ کہنا چاہیئے، ہمیشہ اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔

حوارین نے کہا، ہم نے اپنے دل کے اطمینان کی خاطر، آپ سے یہ درخواست کی ہے تاکہ ہم مطمئن ہو کر اس کو کھائیں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ سب سچ ہے اور ہم اس پر گواہ رہیں۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے دعا کی:

رَبَّنَا اَنزِلْ عَلَيْنَا مَا ئِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

"اے ہمارے پروردگار! تو ہم پر آسمان سے ایک بھرا ہوا خوان اُتار دے جو ہمارے اگلے اور پچھلوں کے لئے عید قرار پائے، اور تیری طرف سے ایک نشانی بھی ہو جائے اور ہم کو روزی دے۔ تو ہی بہتر روزی دینے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی

اور فرمایا کہ میں یہ خوان اس شرط پر اُتاروں گا کہ جو شخص خوان اُترنے کے بعد کفر کرے گا، ناشکری اور نافرمانی کرے گا، اس کو ایسی سخت سزا دوں گا، ایسا عذاب نازل کروں گا کہ دنیا میں کسی پر ایسا عذاب نہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے کی تیاری

یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی فکر میں لگے تھے، ایک سولی گھر تھا جس میں ہر مجرم کو سولی دی جاتی تھی، وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سولی دینے کی ٹھانی، اور موقع کے منتظر رہے۔

ایک دن موقع پا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی گھر لے گئے اور سولی دینے کی تیاری کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں تم کو ان کافروں کے ناپاک ہاتھوں سے بچا کر آسمان پر اُٹھا لوں گا، سو وہی ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں یہودیوں میں سے ایک یہودی کو جو

حضرت عیسٰی علیہ السلام کو سولی دینے کا تماشہ دیکھنے آیا تھا، اور بہت خوش تھا، حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ہم شکل کر دیا، اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا۔

یہودی، اسی یہودی کو جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ہم شکل ہو گیا تھا، سولی دینے لگے۔

اب وہ یہودی لاکھ چیخا پیٹا کہ ہم عیسٰیؑ نہیں ہیں، ہم کو سولی نہ دو، مگر کون سنتا ہے۔

اور سنا بھی ہوگا تو سمجھے ہوں گے کہ غلط کہتا ہے اس لئے چیخ رہا ہے تاکہ ہمیں سولی نہ دی جائے۔

غرض یہ کہ انھوں نے اس کو سولی دے دی، اور سولی دے کر بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ ہم نے بڑی کامیابی حاصل کر لی، بغلیں بجانے لگے۔

عقل کے اندھے یہ نہ سمجھے کہ ہم دھوکا کھا گئے۔ دھوکہ میں آکے اپنے ہی بھائی کو سولی دے دی۔

یہ نہ جانا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام صحیح وسالم بلند درجہ پر پہونچ گئے۔ ہم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے، اپنے ہی آدمی کی جان

گنوائی۔

اللہ کے بھیدوں کو کون جان سکتا ہے، پھر ایسے عقل کے اندھے، جن کو برائی بھلائی کی تمیز بھی نہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب دجال نکلے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان سے دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لائیں گے اور دجال کو ماریں گے، دجال کی موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگی۔ پھر اس کے بعد بہت زمانہ تک زندہ رہیں گے اور حکومت کریں گے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب فرمائے گا:

''اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تم نے اپنی قوم کو یہی سکھایا تھا کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں، مجھ کو اللہ کا بیٹا سمجھو، مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کا شریک جانو۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ اے میرے

پروردگار! تو پاک ذات ہے، بھلا میں ایسی بات کہہ سکتا ہوں جس کے کہنے کا مجھے ہرگز حق نہیں ہے۔

اے میرے پروردگار! تو عالم الغیب ہے، میرے جی کی باتوں کو جانتا ہے، میرے کھلے اور چھپے رازوں سے واقف ہے، اور میں تیرے بھیدوں سے بالکل ناواقف ہوں، اگر میں نے ایسی بات کہی ہے تو تجھے خود ہی علم ہوگا، میں تو ان سے یہی کہتا اور سمجھاتا رہا، جس کا تو نے مجھ کو حکم دیا تھا۔

میں ان سے یہی کہتا رہا کہ دیکھو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، وہ میرا بھی معبود ہے اور تمھارا بھی معبود ہے اسی کی بندگی کرو، اسی پر بھروسہ کرو، اسی سے مدد چاہو اور میرا کہا مانو، میں تمھارا رسول ہوں، سیدھے راستہ پر چلنے کا یہی طریقہ ہے۔

اے میرے پروردگار! جب تک میں ان کے پاس رہا ان کے اچھے برے کی خبر مجھے ہوتی رہی، ان کو سمجھاتا بجھاتا رہا، ڈراتا دھمکاتا رہا۔

جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو اب تو ہی ان کا ذمہ دار اور خبر

گیراں رہا، اورتو ہر چیز کو جاننے والا، خبر رکھنے والا ہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

"اے اللہ اگر تو ان پر عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں، تجھ کو حق ہے اور اگر معاف کر دے تو یہ تیری رحمت ہے، اور تو زبردست حکمت والا ہے"

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

جو ہم پوچھیں وہ بتاؤ

تم نے اب تک گیارہ مشہور نبیوں کے حالات پڑھے ہیں اب اس کے آگے سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک حالات پڑھنا ہیں جو ہمارے تمھارے اور تمام مسلمانوں کے سرکار اور پیغمبر ہیں تم نے جو کچھ حالات پڑھے وہ تم کو ضرور یاد ہوں گے، اس لئے کہ وہ دل چسپ بھی تھے اور آسان بھی۔ اب ہم تم سے ان پاک نبیوں کے متعلق جن

کے حالات گزر چکے ہیں، کچھ پوچھنا چاہتے ہیں، امید ہے کہ تمہارے جوابات صحیح ہوں گے۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کون تھے، کس غلطی کی بنا پر ان کو دنیا میں اُتارا گیا، ان کے دشمن کا نام بتاؤ جس نے ان کو بہکایا۔

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر کیا عذاب آیا اور کیوں آیا۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ سے تم نے کیا سبق حاصل کیا، کعبہ کی تعمیر کا کچھ حال بتاؤ۔

۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ اگر یاد ہو تو بیان کرو۔

۵۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت کی تھی اور قوم نے کیا جواب دیا۔

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل کیسے پہونچے۔ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان کیا گفتگو ہوئی، فرعون اور اس کی قوم پر کتنے عذاب آئے اور کیوں آئے بنی اسرائیل کی سرکشیوں کا تھوڑا حال بتاؤ۔

۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کیا معجزے عطا فرمائے تھے، حضرت مریمؑ کون تھیں، حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کیا بات کی۔

عام سوالات

۱۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو، کب اور کیوں بھیجا ہے۔؟

۲۔ تمام نبیوں نے کن باتوں پر زیادہ زور دیا۔؟

۳۔ توحید اور شرک کے بارے میں بتاؤ؟

۴۔ جنھوں نے انبیاء کی بات مانی ان کو کیا فائدہ ہوا؟ اور جن قوموں نے کفر وشرک کیا، ان کا کیا انجام ہوا۔

۵۔ ان تمام نبیوں کے حالات پڑھ کر تم نے کیا سبق لیا۔